



سوال

(94) زکوٰۃ کے احکام

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زکوٰۃ کی شرعی حیثیت اور اس کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے، نکتے مال پر زکوٰۃ فرض ہے اور مصارف زکوٰۃ کتنے ہیں؟ علاوہ ازیں صدقہ فطر کی وضاحت بھی کریں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیح السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا بنیادی رکن ہے جس کی فرضیت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَقِمْوَا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۣ۳... البقرة

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا نَسَخَ الْأَشْهُرَ الْحُرُمَ فَاسْتَرِكُوا فِيهَا لِلشَّرِكِينَ خِثًّا وَجَدْتُمْ نَفْسَكُمْ وَخُدُوهُمْ وَاحْتَمِلُوا خِثًّا وَمَا يَكْتُمُونَ كُلٌّ مَرْصِدٌ ۚ فَمَنْ تَابَ لِمَا وَاذَّنَا الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ فَلَوْ لَا سَلَّمْنَا مِنْهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝... التوبة

"پس جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو، ان کو پکڑ لو اور ان کا محاصرہ کرو اور ہر مقام پر ان کی گھات میں بیٹھے رہو پس اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ پھوڑ دو (یعنی جنگ بند کر دو) بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین اگر ایمان کا دعویٰ کریں۔ اسلام قبول کریں تب بھی ان سے جنگ بند نہیں ہوگی تا وقتیکہ کہ وہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد ہی وہ مسلم برادری میں شامل ہو سکتے ہیں اور رشتہ انوث میں منسلک رہ سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو وہ اس رشتہ سے محروم رہتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَرْجُونَ فِي مَنِّهِمْ إِلَّا ذُنُوبَهُمْ وَأُولَئِكَ يُمُّ الْمُخْتَدُونَ ۙ ۱۰ فَمَنْ تَابَ لِمَا وَاذَّنَا الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ فَلَوْ لَا سَلَّمْنَا فِي الدِّينِ ۚ وَنُفِصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۙ ۱۱... التوبة



"وہ کسی مومن کے بارے میں نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں، نہ عہد کا اور یہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔ پھر اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں ہم آیات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔"

لفظ زکوٰۃ دو معنوں میں مستعمل ہے۔ (۱) بڑھنا (۲) پاک و صاف ہونا۔

سال گزارنے کے بعد جو حصہ بطور فرض ادا کیا جاتا ہے ان ہی دو معنوں کے پیش نظر اسے زکوٰۃ کہتے ہیں کیونکہ ادا سنگی زکوٰۃ کرنے والے کی نیکیاں بڑھتی ہیں۔ درجات بلند ہوتے ہیں۔ مال کی طہارت ہوتی ہے اور اس میں اللہ کی طرف سے برکت پیدا ہوتی ہے اور زکوٰۃ دہندہ خود گناہ اور نخل سے بچ جاتا ہے اور اس کا مال غرباء، فقراء، مساکین وغیرہ کا حق نکل جانے کی وجہ سے نجس و حرام سے پاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا... ۱۰۳... التوبہ

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) زکوٰۃ لے کر ان کے جان و مال کا تذکیہ کرو اور ان کو پاک و صاف بنا دو۔"

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی حقیقتاً مالی عبادت ہے اور اسے اگر واقعاتی اعتبار سے دیکھا جائے تو اس کو اجتماعی زندگی میں معاشرے کے اندر ریڑھ کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اسلام کے سیاسی و معاشی نظام کی بنیاد ہے۔ شریعت اسلامی نے چار قسم کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے:

۱۔ بہائم۔ چار پائے جانور اونٹ گائے، بکری وغیرہ

۲۔ سونا چاندی نقد اور زر لورات وغیرہ

۳۔ ہر قسم کا وہ تجارتی مال جس میں تجارت شرعاً جائز ہے۔

۴۔ زمین کی پیداوار، اجناس، خوردنی پھل وغیرہ

چونکہ شریعت نے زکوٰۃ مالداروں پر فرض کی ہے تاکہ ان کے مال کا کچھ حصہ ہر سال غرباء و مساکین کی ضروریات پر صرف کیا جاسکے لہذا ہر قسم کے مال سے زکوٰۃ کا نصاب مقرر کیا گیا۔ مذکورہ بالا چار قسم کے مال کا نصاب درج ذیل ہے:

(۱) بہائم: اونٹوں کا نصاب پانچ اونٹ ہے۔ صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یس فی ما دون خمس ذود صدقۃ من الإبل))

"پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ پانچ ہاں اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ ۱۲ اونٹ پر ۲ بکریاں، ۱۵ اونٹ پر ۳ بکریاں، ۲۰ اونٹ پر ۴ بکریاں، ۲۵ اونٹ پر ایک سابلہ اونٹنی۔

گائیوں کا نصاب: گائیوں کا نصاب تیس گائیں ہیں جامع ترمذی ۱۹۵/۱ اور مستدرک حاکم ۳۹۸/۱ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں حکم دیا:

((وأمره لأن يأخذ من البئر كل ثلاثين بئرۃ یبیتا))

''کہ تیس گائیوں پر ایک سال کا بچھڑا زکوٰۃ میں لے''۔

یعنی ۳۰ سے کم گائیوں پر زکوٰۃ نہیں اور جب ۳۰ گائیں ہوں ان پر ایک سالہ بچھڑا زکوٰۃ ہے اور ۴۰ پر ایک گائے جس کے دو دانت نکل آئے ہوں اسی طرح ہر ۳۰ پر ایک سالہ بچھڑا اور ہر ۴۰ پر ایک گائے دو دانت والی۔

(۲) چاندی اور سونے کا نصاب :

((عن علي رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم بفض أول ذئبنا، وقال: «فأذا كانت كالتا ودرهم، وليس عليك شيء» - يعني - في الذئب حتى يموت كك عفرون وبنار، فأذا كان كك عفرون وبنار، وقال علي بن النخول، فبينما نصف دينار))

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر زکوٰۃ پانچ درہم ہوگی اور جب تمہارے پاس بیس دینار سونا ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس میں نصف دینار زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے''۔ (البوداؤد، کتاب الزکوٰۃ نیل الاوطار ۱۱۸)

اس کے علاوہ کتب احادیث میں بے شمار ایسی روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے لئے ۲۰۰ درہم اور سونے کے لئے ۲۰ دینار نصاب متعین فرمایا ہے اور ان پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے ایک سال کا عرصہ شرط قرار دیا ہے۔ اور اس بات پر عموماً اتفاق ہے کہ ہمارے ہاں رائج اوزان کے مطابق ۲۰۰ درہم چاندی کا وزن ساڑھے باون تولے ہے اور ۲۰ دینار سونے کا وزن ساڑھے سات تولے سونا ہے۔

(۳۳) زیورات پر زکوٰۃ: سونے اور چاندی کے زیورات پر بھی زکوٰۃ دینی چلتی ہے، جب وہ نصاب کو پہنچ جائیں، شریعت نے جب سونے اور چاندی پر زکوٰۃ فرض کی ہے اور سونے چاندی کے زیورات بھی سونا چاندی ہیں ان کو کسی نص قطعی نے زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیورات پر زکوٰۃ نہ چینیے پر بڑی وعید بیان کی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی اور اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

«أفطنين زكاة ذرا؟» قالت: لا، قال: «أفطنين أن يذرك الله يخالصم القيتانية سوارفن من تارة؟»

''کیا تم ان کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے بدلے میں تمہیں آگ کے کنگن پہنائے''۔

اس عورت نے یہ بات سنتے ہی کنگن اتار کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیے اور کہا میں نے یہ دونوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں دے دیئے۔

(صحیح نسائی 2324، صحیح ابوداؤد 1563)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور ہاتھ میں چاندی کی چوڑیاں دیکھیں اور پوچھا، عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ (زیورات) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر حصول زینت کے لئے بنائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أقولین زکاتین؛ قلت لا أواماء اللہ قال: جبک من النار))

''کیا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے کہا نہیں یا ماماء اللہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر آگ کی سزا تجھے یہ کافی ہے''۔ (صحیح ابوداؤد ۱۵۶۵، دار قطنی)



امام حاکم نے بھی اس حدیث کو مستدرک میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث تیغین کی شرط پر صحیح ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے اور یہ ضروری ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، عطاء، سعید بن جبر، عبداللہ بن شداد، یحییٰ بن مرہان، مجاہد، جابر بن زید، زہری، سفیان ثوری، ابن منذر، عبداللہ بن مبارک، ابو حنیفہ وغیرہ کا یہی موقف ہے اور امام شافعی سے بھی ایک قول اسی طرح مروی ہے۔ اس کے برعکس امام مالک، اسحاق بن راہویہ، شعبی وغیرہ کا موقف ہے کہ زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور ان کا استدلال قیاس اور بعض آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہے لیکن صحیح اور راجح مسلک پہلا ہے اور صحیح و تصریح احادیث اس کی تائید کرتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کے مقابلے میں کسی کی بات حجت نہیں۔

مال تجارت پر زکوٰۃ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ... ۲۶۷... البقرة

اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے بہترین چیز خرچ کرو۔

امام مجاہد سے بسند صحیح تفسیر طبری ۵/۵۵۶ میں مروی ہے کہ یہ آیت تجارت کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام بخاری نے بھی اس آیت سے اموال تجارت میں زکوٰۃ کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔ (الزکوٰۃ وأحكامها للغاوي، ص 43)

(عن أبي ذر رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه قال: في الإبل صدقتا وفي النعم صدقتا وفي البقرة صدقتا وفي البر صدقة.))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں پر زکوٰۃ، بکریوں پر زکوٰۃ، گائیوں پر زکوٰۃ اور تجارت کے کپڑے پر زکوٰۃ ہے۔

(دارقطنی 2/102، مستدرک حاکم، بیہقی))

(عن أبي عمرو بن حماس عن أبيه رضي الله عنه قال كنت أتبع الأدم والجب فمرني عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال أصدقه مالك فقلت يا أمير المؤمنين إنما هو الأدم قال قوله ثم أخرج صدقة.))

ابو عمرو بن حماس رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بھڑا اور تیر کے ترکش فروخت کرتا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین یہ تو فقط بھڑا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی قیمت لگا تو اور اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (الشافعی ۱/۲۳۶، عبدالرزاق ۹۹-۹۰)، دارقطنی ۲۱۳، کتاب الاموال لابن عبید ۲۲۵، بیہقی ۴/۱۳۴، المجموع ۶/۲۴)

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ مال تجارت سے بھی زکوٰۃ نکالنی چاہیے۔ مال تجارت کا نصاب شرح نقدی کا ہی نصاب ہے یعنی حاضر وقت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت مال تجارت کا نصاب تصور کیا جائے گا جس آدمی کے پاس کاروبار کے لئے ساڑھے باون تولے چاندی جس کی قیمت تقریباً ۲۵۶-۲۵۷ روپے تک مال تجارت موجود ہے وہ اپنے مال کی قیمت لگا کر اس پر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔

(۲۴) زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ: زمین سے پیدا ہونے والے غلہ سے جو حصہ بطور زکوٰۃ ادا کیا جاتا ہے۔ عشر کہلاتا ہے۔ عشر کا معنی ہے دسواں حصہ، بعض حالات میں زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ واجب الادا ہوتا ہے اس لئے اسے عشر کا نام دیا گیا ہے۔ جو کھیتی یا باغ، چشمہ، بارش، نہری پانی یا قدرتی ذرائع سے سیراب ہو اور اسکو پانی دینے کے لئے کسی مصنوعی آلہ کی ضرورت نہیں پڑتی تو ایسی کھیتی یا باغات پر عشر واجب الادا ہوتا ہے اور جس کھیتی یا باغ کو پانی دینے کے لئے مصنوعی آلات مثلاً رھٹ، مشین وغیرہ کی ضرورت پڑے تو اس کی پیداوار پر نصف عشر یعنی دسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔



((عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما وسلم قال: «فما سقت السماء والعيون أذ كان عشرين الف نثر، وما سقتي بالنصف نثر»))

"عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کھیتی بارش اور چشموں سے سیراب ہوتی ہو یا وہ بارانی ہو اس میں عشر ہے اور جو زمین جانوروں یا کسی دوسرے ذریعہ سے پانی کھینچ کر لائے اس میں نصف عشر ہے"۔ (صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ ۲/۱۵۵۵)

دونوں حالتوں میں کاشتکار کی محنت کا لحاظ رکھا گیا ہے، چونکہ اول الذکر صورت میں محنت کم ہوتی ہے اس لئے اس پر زکوٰۃ زیادہ ہے اور موخر الذکر صورت میں محنت زیادہ ہے، اس لئے اس پر زکوٰۃ کم ہے۔ زمین کی پیداوار کے لئے نصاب زکوٰۃ ۵ وسق ہے۔

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَيْسَ فِي حَبِّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتَّى تَخْلُقَ غَمْسًا ذُو سَقِّ»))

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک غلہ اور کھجور کی مقدار پانچ وسق تک نہ ہو جائے اس پر زکوٰۃ نہیں"۔ (نسائی)

اسی طرح صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ ۲/۱۳۳ پر مروی ہے کہ:

((لمس فمادون غمسا وسق صدقة.))

"پانچ وسق سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں"۔

جب پیداوار پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ پانچ وسق کا وزن ۲۰ من یا ۲۵ کلوگرام تک ہوتا ہے۔

مصارف زکوٰۃ

مصارف زکوٰۃ کا مطلب ہے کہ وہ مدین جہاں پر زکوٰۃ صرف کی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالنَّاسِكِينَ وَالْعَالِينَ عَلَيْنَا وَالْمُؤْتَفِقِينَ لِقَوْلِهِمْ فِي الرِّقَابِ وَالْقَارِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ٦٠... التوبة

یعنی زکوٰۃ کا مال فقراء اور مساکین، زکوٰۃ وصول کرنے والے عالمین، نو مسلموں کی مالیت قلب، غلاموں، قرضداروں اور اللہ راہ میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ یہ آٹھ مصارف زکوٰۃ ہیں۔ ان آٹھ مصارف کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے:

فقراء و مساکین

فقیر سے مراد وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور مسکین جس کے پاس تھوڑا بہت خرچ موجود ہو یعنی اس کی آمدنی اس کی ضرورت سے بہت تھوڑی ہو۔

عالمین

وہ لوگ جو خلیفہ اسلام یا مسلمانوں کے امی کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ ان کی تھوڑا بہت وغیرہ پر زکوٰۃ کا مال صرف ہو سکتا ہے۔

مؤتفقا لِقَوْلِهِمْ



اس سے وہ ضعیف الایمان مسلمان مراد ہیں جن کی دلجوئی یا مالی اعانت اگر نہ کی جائے تو ان کا اسلام سے منحرف ہونے کا خطرہ ہے۔

غلام

یعنی اگر کوئی مسلمان آدمی غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہو تو مالِ زکوٰۃ سے اسے غلامی سے آزادی دلا دی جائے۔

غارین

ان سے مراد وہ مقروض ہیں جن پر استنا قرض چڑھ گیا ہے کہ وہ اتارنے کی سکت نہیں رکھتے مگر یاد رہے کہ اگر کوئی آدمی خلاف شرع کاموں جیسے شراب، جو وغیرہ میں مال خرچ کرنے کی وجہ سے مقروض ہو گیا ہو تو اس پر زکوٰۃ کا مال صرف کرنے سے گریز کرنا چاہیے جب تک وہ توبہ نہ کر لے۔

فی سبیل اللہ

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو محاذ جنگ پر دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہیں۔ یہ لوگ غنی بھی ہوں تب بھی ان کی اعانت مالِ زکوٰۃ سے کرنا جائز ہے تاکہ وہ سامان حرب جیسا کہ دور حاضر میں کلاشنکوف، گرینوف، زیٹھویک وغیرہ گنیں خرید کر دشمن اسلام کا مقابلہ کر سکیں۔

ابن السبیل

اس سے مراد وہ مسافر ہیں جو اپنے وطن سے دور ہیں اور ان کے پاس خرچ ختم ہو گیا ہے تو مالِ زکوٰۃ سے ان کی اعانت کرنا جائز ہے۔

صدقة الفطر

صدقة الفطر فرض ہے۔ صدقہ اس لئے ادا کیا جاتا ہے کہ رمضان المبارک میں اگر کسی فرد سے روزہ میں کوئی نایاب یا لغو بات وغیرہ ہو گئی ہو تو اس سے پاکیزگی حاصل کی جائے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

«فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ فِطْرَةَ لِلصَّامِ مِنَ الْفِطْرِ وَالزَّكَاةِ، وَطَنِيَّةً لِلنَّاسِكِينَ، مِنْ أَدَاءِ قَلْبِ الصَّلَاةِ، فَمَنْ زَكَاةً مَخْشُوعَةً، وَمَنْ أَدَاءَ بَدَنِ الصَّلَاةِ، فَمَنْ صَدَقَةً مِنْ الصَّدَقَاتِ»

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو روزہ دار کو بے ہودگی اور فحش کلامی سے پاک کرنے اور غرباء و مساکین کو خوراک مہیا کرنے کے لئے صدقہ فطر فرض کیا ہے جو شخص عید کی نماز سے قبل یہ صدقہ ادا کرے تو اس کا صدقہ مقبول ہے اور جو شخص نماز کے بعد صدقہ ادا کرے تو یہ نفعی صدقات کی طرح ایک صدقہ ہے''۔ (صحیح ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر کی ادائیگی عید کی نماز سے قبل ہونی چاہیے۔ اور یہ ہر مسلمان پر خواہ مرد یا عورت غلام ہو یا آزاد چھوٹا ہو یا بڑا، فرض ہے اور ہر فرد کی طرف سے ایک صاع طعام ادا کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری الزکوٰۃ میں حدیث ہے کہ:

«فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالْمَرْءِ وَالْأَنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.»

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور سے ایک صاع جو سے غلام، آزاد، مذکر و مؤنث، چھوٹے اور بڑے مسلمان پر فرض کیا ہے۔

طعام سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کسی گھر میں عموماً لکائی جاتی ہے جیسا کہ چاول، جو، گندم وغیرہ ایک صاع کا وزن ۲۲۵۰.۲ سیر ہے۔

حد ما عندی واللہ اعلم بالصواب



آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج 1

محدث فتویٰ